آغاخان یونیورسٹی ایگزامینیشن بورڈ

ایس ایس سی، سال دوم، اپریل / مئی 2019 پرچہ اِسلامیات کے ای مارکنگ نکات

تعارف:

یہ دستاویز اسلامیات (SSC-II) کے اساتذہ اور طلبہ کے لیے مرتّب کی گئی ہے۔ اِس میں جماعت دہم کے امتحانات سے ملنے والے طلبہ کے جوابات پر تاثرات شامل ہیں جو طلبہ کی خوبیوں اور کمزوریوں کو اُجاگر کرتے ہوئے جوابات کے معیار کی نشان دہی کرتے ہیں۔

اساتذہ اور طلبہ کو اس بات سے واقف ہونا چاہیے کہ ممتحن تعلیمی نصاب کے حوالے سے سوال اس طریقے سے پوچھ سکتا ہے جس میں امیدوار کو نصابی تعلیم کے دوران فراہم کی جانے والی معلومات، فہم اور مہارتوں پر مبنی جواب دینا ہوتے ہیں۔ امیدوار کو اس بات کی آگہی ہونی چاہیے کہ وہ جواب تحریر کرتے وقت سوال کے کل نمبرات اور دی گئی خالی سطور کو مدِّ نظر رکھے۔ ایک طویل مگر غیر متعلقہ جواب زیادہ نمبروں میں اضافے کا باعث نہیں ہو سکتا بلکہ سوالات حل کرنے کے لیے مطلوبہ وقت میں کمی واقع ہونے کا باعث بن سکتا ہے۔

امیدواروں کو آغاخان یونیورسٹی ایگزامینیشن بورڈ کے سلیبس میں دیے گئے کلماتِ امریہ (command words) سے واقفیت ہونی چاہیے جو عام طور پر امتحانی سوالات میں استعمال ہوتے ہیں۔ تاہم یہ لازمی نہیں کہ امتحان کا ہر سوال کسی کلمۂ امریہ سے شروع ہو۔ مثلاً: سوالات 'کیوں'، 'کیسے' یا 'کس حد تک' جیسے الفاظ استعمال کرکے بھی پوچھے جاسکتے ہیں۔

ای۔مارکنگ نوٹس:

اس رپورٹ میں طالب علموں کی ہر سوال کی کارکردگی پر عمومی تاثرات اور طالبِ علموں کے جوابات کی چند مخصوص مثالیں، جو دیے گئے تاثرات کی توجیح کرتی ہیں، شامل ہیں۔ یہ بیانیہ تاثرات ای مارکنگ سیشن سے جمع کیے گئے ہیں جو بہتر اور کمزور جوابات سے متعلق ہیں جن کی ایک ایک یا دو دو مثالیں یہاں بطور نمونہ دی گئی ہیں۔

جماعت دہم کا اسلامیات لازمی پیپر II **چھے** سوالات پر مشتمل ہے۔ سوال نمبر 1 کے دو جُزو (الف اور ب) ہیں جو نصاب میں شامل قرآن کے حصے سے لیے گئے ہیں۔ سوال نمبر 2 (جو کہ احادیث پر مشتمل ہے) کے بھی دو جُزو (الف اور ب) ہیں۔ سوال نمبر 3 اور 4 موضوعاتی مطالعے سے لیے گئے ہیں اور سوال نمبر 5 مسلم ثقافتوں سے لیا گیا ہے۔ جب کہ سوال نمبر 6 ERQ یعنی تفصیلی جواب کا سوال ہے۔

طلبہ نے اگرچہ ان سوالات کو بہ خوبی سمجھا اور عمدہ طریقے سے لکھا۔ خاص کر طلبہ نے حدیث، اور موضوعاتی مطالعہ سے کیے گئے سوالات کو عمدگی سے سمجھا اور بہترین انداز میں جواب دیے۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ سوال نمبر ایک '1a اور 1b' جو کہ قرآن (سورۃ الاحزاب اور سورۃ ممتحنہ) سے کیے گئے تھے، طلبہ ان دونوں سوالات کو عمدہ طریقے سے حل نہیں کرپائے۔ اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ طلبہ نے سورۃ الاحزاب اور سورۃ ممتحنہ کو صحیح اور واضح طریقے سے نہیں پڑھا جس کی وجہ سے سوالات کو سمجھنے میں مشکلات پیش آئیں۔ اس کے علاوہ تفصیلی سوالات جو کہ موضوعاتی مطالعہ والدین اور اولاد کے حقوق، طہارت اور جسمانی فوائد سے لیے گئے تھے، طلبہ نے ان سوالات کو عمدہ طریقے سے حل کیا۔

تفصیلی تاثرات:

سوال نمبر 1(الف)۔

سورۂ ممتحنہ کے مطابق جو عورتیں کفار کی سرزمین سے ہجرت کر کے اہل ایمان کے پاس آئیں ان کے بارے میں اہلِ ایمان کو کیا ہدایات دی گئی ہیں؟ **تین** نکات میں بیان کیجیے۔

بہتر جوابات کی صورت میں جو مثالیں سامنے آئیں اُن میں:

جن طلبہ نے درست جوابات دیے اُن کے جوابات سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ اس سوال کے بارے میں جانتے تھے کہ اگر کفار کی سرزمین سے عورتیں ہجرت کر کے اہل ایمان کے پاس آئیں تو ان کا امتحان کن باتوں پر لیا جائے۔ مثلاً: طلبہ نے لکھا کہ پہلے یہ معلوم کر لیا جائے کہ واقعی وہ مومن ہیں۔ ان کے سابق شوہروں کی جانب سے دیا گیا مہر واپس دیا جائے۔ اگر اہل ایمان چاہیں تو ان خواتین کو مہر دے کر نکاح کر سکتے ہیں۔ ان عورتوں کو کفار کے پاس واپس نہیں بھیجا جائے گا۔

مثال:

وہ عورتیں جو ہجرت کر کے آئیں انکے بارے میں اہل ایمان کو مندرجہ ذیل ہدایت دی گئیں۔
(i) انکی اچھی طرح جانچ پڑتال کریں کہ انہوں نے اسلام قبول کیا ہے اللہ کے لیے ہجرت اور اس میں کوئی
ذاتی مفاد شامل نہیں (ii) اگر وہ مسلمان ہو چکی ہیں تو انہیں کافروں کے
پاس واپس نہ بھیجیں (iii) انکے کافر شوہروں کو وہ حق مہر واپس کر دیں جو انہوں
نے دیا تھا اور اسکے بعد مسلمان مرد ان عورتوں سے شادی/نکاح
کر سکتے ہیں۔

ناقص جوابات کی صورت میں جو مثالیں سامنے آئیں اُن میں:

اکثر طلبہ نے اس سوال کو بہ غور نہیں پڑھا۔زیادہ تر طلبہ نے جواب اہل ایمان کے بہ جائے حضور صلّی اللہ علیہ و آلہ وسلّم کی طرف منسوب کر دیا جس کی وجہ سے طلبہ غلطی کر بیٹھے۔مثلاً: طلبہ نے لکھا کہ جو عورتیں کفار کی سر زمین سے ہجرت کر کے آئیں ان کا امتحان ان باتوں پر لیا جائے گا۔ کہ وہ چوری نہیں کریں گی۔زنا نہیں کریں۔شرک نہیں کریں گی۔اپنی اولاد کو قتل نہیں کریں وغیرہ۔یہ جواب کسی بھی طرح سے صحیح جواب سے مطابقت نہیں رکھتا۔طلبہ سورۃ ممتحنہ کی آیت نمبر ۱۰ اور ۱۳ میں فرق نہیں کر سکے۔آیت نمبر ۱۰ اہل ایمان کی طرف منسوب ہے جبکہ آیت نمبر ۱۳ حضور صلّی اللہ علیہ و آلہ وسلّم کی طرف منسوب ہے۔اسی طرح بعض طلبہ نے یہ بھی لکھا کہ ان خواتین کی خدمت کی جائے،ان کی روزی روٹی کا بندوبست کیا جائے ان کو تکلیف نہ دی جائے وغیرہ۔

مثال نمبر 1:

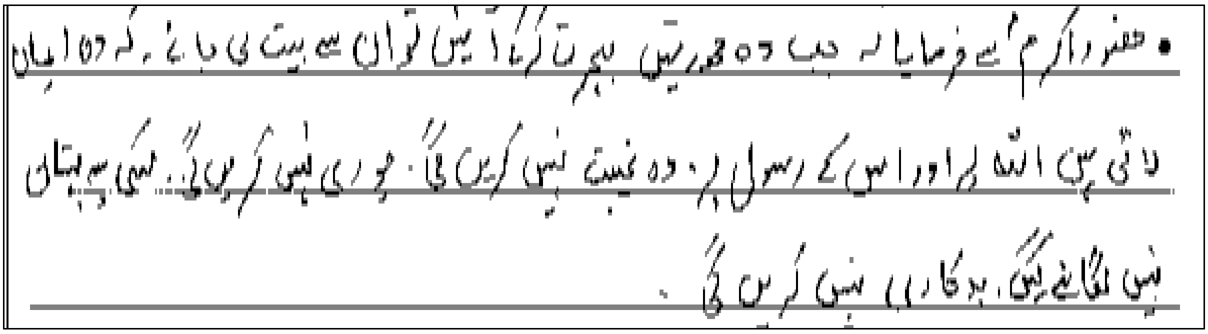

مثال نمبر2:

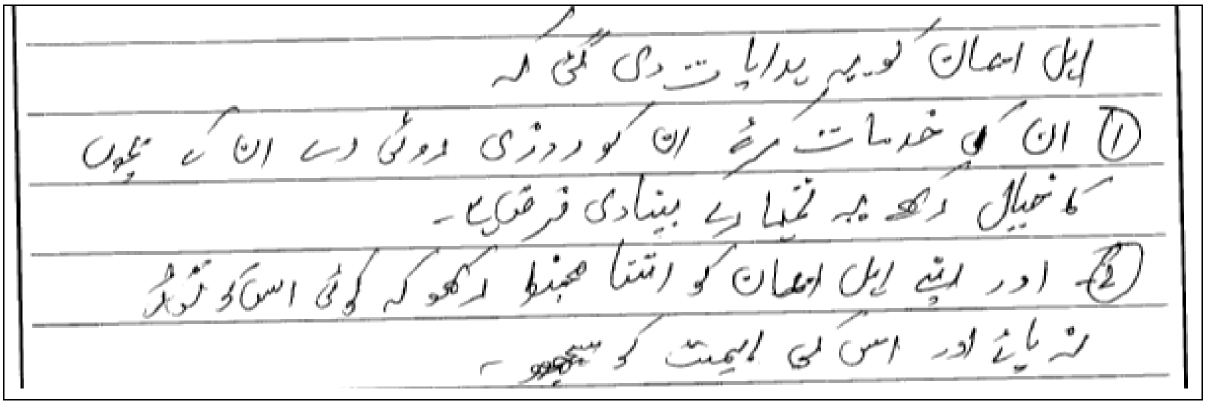

تجاویز:

طلبہ کو اس بات کی طرف توجہ دلانی چاہیے کہ وہ سوال کو غور سے پڑھیں ساتھ ساتھ سورۃ ممتحنہ میں جو احکامات دیے گئے ہیں ان تمام کو تفصیل سے پڑھانا چاہے اور خاص کر اہلِ ایمان کی طرف سے مومن عورتوں کے امتحانات (سورۃ ممتحنہ آیت نمبر 10) اور آیتِ بیع (سورۃ ممتحنہ آیت نمبر 13) میں فرق واضح طور پر معلوم ہونا چاہیے۔

سوال نمبر 1(ب)۔

ترجمہ: یَآاَیُّھَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَیَاةَ الدُّنْیَا وَزِیْنَتَھَا فَتَعَالَیْنَ اُمَتِّعْكُنَّ وَاُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِیْلًا۔ وَاِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالدَّارَ الْاٰخِرَةَ فَاِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْمُحْسِنٰتِ مِنْكُنَّ اَجْرًا عَظِیْمًا۔ (سورۂ احزاب: آیت 28-29)

درج بالا آیات کو مدّ نظر رکھتے ہوئے درج ذیل سوالات کے جوابات تحریر کیجیے۔

I۔ اللہ تعالٰی نے امہاتُ المومنین کو کون سی دو باتوں میں سے ایک کو اختیار کرنے کو کہا؟

II۔ اس حوالے سے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم کے لیے اللہ تعالٰی نے کیا حکم دیا؟

III۔ امہاتُ المومنین نے کون سی بات اختیار کی؟

سورہ احزاب کی آیات نمبر ۲۸۔۲۹ کو مد نظر رکھتے ہوئے تین طرح کے سوالات پوچھے گئے جو کہ حضور صلّی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم اور آپ کی ازواج مطہرات سے متعلق تھے۔

بہتر جوابات کی صورت میں جو مثالیں سامنے آئیں اُن میں:

طلبہ کی ایک درمیانی تعداد نے اس سوال کو بہ خوبی سمجھا اور آیات کو سامنے رکھتے ہوئے بالکل درست جواب دیے جو آیت سے متعلق پوچھے گئے تھے۔ مثلاً: طلبہ نے پہلے حصے میں پوچھے گئے سوال سے متعلق لکھا کہ امہات المومنین کو دو باتوں کا اختیار دیا گیا: ایک دنیاوی زندگی کی عیش و عشرت یا اخیروی زندگی۔ دوسرے حصے میں پوچھے گئے سوال کے جواب میں حضور صلّی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم کو یہ اختیار دیا گیا کہ اگر وہ (امہات المومنین) دنیاوی زندگی چاہتی ہیں تو انہیں آپ بھلے طریقے سے رخصت کریں۔ تیسرے حصے میں پوچھے گئے سوال کے جواب میں طلبہ نے لکھا کہ امہات المومنین نے آخرت کو ترجیح دی۔ بعض طلبہ نے لکھا کہ امہات المومنین نے حضور صلّی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم کے ساتھ رہنے کو ترجیح دی۔

المختصر، سوال کو سمجھ کر اپنی معلومات جو "سورۃ الاحزاب" سے متعلق ہیں اُن کا بھرپور استعمال کیا اور بہترین جوابات تحریر کیے۔

مثال:

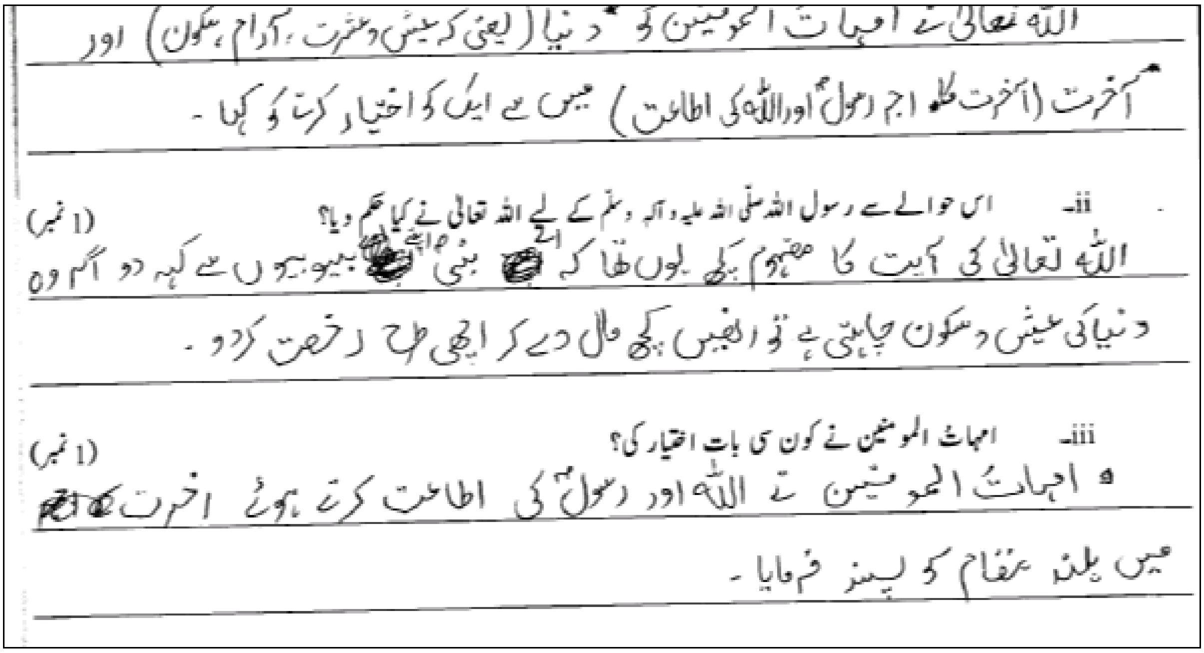

اللہ تعالیٰ نے امہات المومنین کو دنیا (یعنی کہ عیش و عشرت، آرام، سکون) اور آخرت (آخرت کا اجر رسولؐ اور اللہ کی اطاعت) میں سے ایک کا اختیار کرنے کو کہا۔

ii. اس حوالے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے اللہ تعالیٰ نے کیا حکم دیا؟ (1 نمبر)

اللہ تعالیٰ کی آیت کا مفہوم کچھ یوں تھا کہ اے نبیؐ اپنی بیویوں سے کہہ دو اگر وہ دنیا کی عیش و سکون چاہتی ہے تو انھیں کچھ مال دے کر اچھی طرح رخصت کر دو۔

iii. امہات المومنین نے کون سی بات اختیار کی؟ (1 نمبر)

امہات المومنین نے اللہ اور رسولؐ کی اطاعت کرتے ہوئے آخرت میں بلند مقام کو پسند فرمایا۔

ناقص جوابات کی صورت میں جو مثالیں سامنے آئیں اُن میں:

طلبہ کی ایک درمیانی تعداد نے سوال کے مطابق جواب تحریر نہیں کیا۔کچھ طلبہ سوال کے مطابق ایک نکتہ بھی تحریر نہ کرسکے۔ مثلاً: طلبہ نے لکھا کہ امہات المومنین کو صبر کرنے کو کہا/ حضور کو جہاد کرنے کا کہا گیا/ امہات المومنین نے صبر اختیار کیا اور فتح حاصل کی۔ اس طرح کے جوابات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ طلبہ دی گئی آیات کو جہاد کے باب میں لے گئے جس کی وجہ سے درست جوابات نہیں دے سکے۔

مثال:

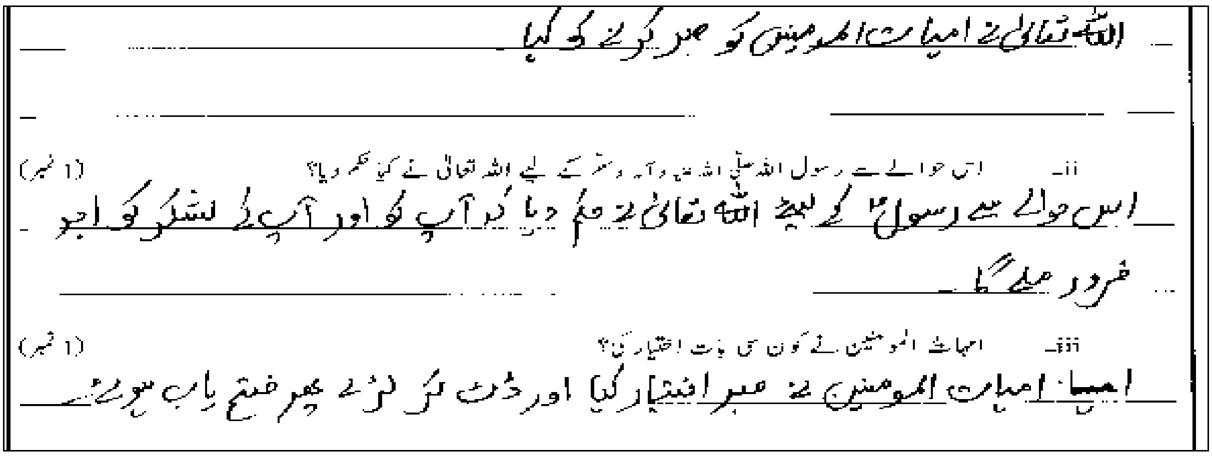

اللہ تعالیٰ نے امہات المومنین کو صبر کرنے کو کہا

ii. اس حوالے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے اللہ تعالیٰ نے کیا حکم دیا؟ (1 نمبر)

اس حوالے سے رسولؐ کے لیے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ آپ کو اور آپ کے لشکر کو اجر ضرور ملے گا۔

iii. امہات المومنین نے کون سی بات اختیار کی؟ (1 نمبر)

امہات المومنین نے صبر اختیار کیا اور ڈٹ کر لڑے پھر فتح یاب ہوئے

تجاویز:

طلبہ کو سورۃ احزاب سے متعلق تمام آیات مفہوم کے ساتھ سمجھانے اور اُس کے ساتھ ساتھ عربی عبارت میں مہارت دلانی چاہیے تا کہ طلبہ کو سورۃ احزاب اور سورۃ ممتحنہ سے متعلق کسی بھی آیت کو سمجھنے میں مشکلات نہ ہوں۔

سوال نمبر2(الف)۔

حامد جمعہ کی صلوٰۃ کے لیے اپنے بڑے بھائی کے ساتھ مسجد جاتا ہے، اس دوران جمعہ کا خطبہ ہو رہا ہوتا ہے۔ حامد مسجد میں باتیں کرنا شروع کر دیتا ہے۔ ایسے میں حامد کا بڑا بھائی کہتا ہے: ''خاموش ہو جاؤ امام خطبہ دے رہا ہے۔" حامد خاموش ہو جاتا ہے۔

دیے گئے بیان میں کیا حامد کے بڑے بھائی کا اپنے بھائی کو باتیں کرنے سے روکنا صحیح تھا؟ نصاب میں دی گئی حدیث کو سامنے رکھتے ہوئے **دو** نکات میں وضاحت کیجیے۔

اس سوال میں دو باتیں پوچھی گئیں ہیں ایک حامد کا بڑے بھائی کو باتی کرنے سے روکنا صحیح تھا یا نہیں جب کہ سوال کے دوسرے حصّے میں نصاب میں دی گئی حدیث کو سامنے رکھتے ہوئے دو نکات میں وضاحت پوچھی گئی تھی۔

بہتر جوابات کی صورت میں جو مثالیں سامنے آئیں اُن میں:

طلبہ کی کثیر تعداد نے سوال کو بہ خوبی سمجھا اور حدیث کے مطابق اپنے جوابات تحریر کیے۔ طلبہ کے جوابات سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے طلبہ کی نصاب میں دی گئی احادیث پر گرفت ہے۔ اس سوال سے متعلق طلبہ نے لکھا کہ حامد کے بڑے بھائی کا اپنے بھائی کو باتیں کرنے سے روکنا صحیح نہیں تھا کیوں کہ حدیث میں ہے کہ جس نے خطبہ کے دوران باتیں کرنے والے شخص سے یہ کہا کہ خاموش ہو جاؤ تو اس نے فضول بات کہی۔ وضاحت میں طلبہ نے لکھا کہ جمعہ کے آداب میں باتیں کرنا، اشارہ کرنا یہ سب فضولیات میں شامل ہیں۔ بعض طلبہ نے یہ بھی لکھا کہ اس طرح سے لوگوں کی توجہ بھی ہٹے گی ساتھ ساتھ امام جو خطبہ دے رہا ہے اس کی بھی۔ اس کے ساتھ ساتھ طلبہ نے جمعہ کے خطبہ کی فضیلت بھی بیان کی کہ خاموشی سے سننے سے ایمان میں اضافہ ہوتا ہے وغیرہ وغیرہ۔

مثال:

سے جی ہیں، حامد کو اپنے بھائی کو باتیں کرنے سے روکنا نہیں چاہیے تھا۔ کیونکہ حدیث کے مطابق یہ
بات غلط ہے۔ اگر آپ کسی شخص کو یہ کہہ دو کہ خاموش ہو جاؤ جبکہ امام خطبہ دے رہا ہو تو آپ
نے فضول گوئی کی۔ جمعہ کا دن مسلمانوں کے لیے بہت اہم ہوتا ہے اور خطبہ سننے سے ایمان میں نشونما ہوتی ہے۔
اگر آپ خطبہ کے دوران کسی سے کچھ کہتے ہیں تو سب خطبہ چھوڑ آپ کی طرف متوجہ ہو جائیں
گے۔ اس طرح ان کا ایمان کی باتوں پر سے دھیان ہٹ جائے گا۔ اور جیسے کہ ہم جانتے ہیں کہ خطبہ
کتنا اہم ہوتا ہے اس کو سننے کی کتنی اہمیت و فضیلت ہے تو کوشش کیجیے کہ خطبہ کے دوران کچھ نہ کہیے۔

ناقص جوابات کی صورت میں جو مثالیں سامنے آئیں اُن میں:

طلبہ کی قلیل تعداد کے جواب سے ظاہر ہوتا ہے کہ سوال کو سمجھا ہی نہیں گیا ہے۔ جواب میں غلطی وہیں سے کر دی جب طلبہ نے یہ لکھا کہ حامد کے بڑے بھائی کا روکنا 'صحیح' تھا۔ اس کی بات کی وضاحت طلبہ نے جواب 'صحیح' کو سامنے رکھ کر کی جس کی وجہ سے اصل مدعا تک نہیں پہنچ سکے۔ مثلاً بعض طلبہ نے لکھا کہ حامد کے بڑے بھائی کا یہ کہنا کہ خاموش ہو جاؤ بالکل صحیح تھا کیوں کہ جو باتیں کرنے سے روکتا ہے وہ دوزخ کی آگ سے بچتا ہے، اس کو ثواب ملتا ہے، وغیرہ وغیرہ۔ طلبہ نے جمعہ کے خطبہ کے آداب سے متعلق نکات تحریر نہیں کیے۔

مثال:

حامد کے بڑے بھائی کا اپنے بھائی کو باتیں کرنے سے روکنا بالکل صحیح تھا۔
کیونکہ امام خطبہ دے رہا تھا۔ یہ بات حدیث میں منسوب ہے کہ جو
شخص جماعت یا مجلس میں باتیں کرتا ہے تو وہ گناہ میں مشترک
ہو جاتا ہے۔ اور دوران مجلس یا جماعت کوئی اشارہ کرلے یا
ایسی حرکت کرلے جس سے مجلس میں شور شرابہ ہو وہ گناہ میں
مشترک ہو جاتا ہے۔

سوال نمبر 2 (ب)۔

اسلم فٹ بال کا اچھا کھلاڑی ہے اور اُس کے کھیل کا چرچا جگہ جگہ عام ہے۔ لیکن اس کے ساتھ وہ صوم و صلٰوۃ کا بھی پابند ہے۔ ایک دن اسلم اپنے دوستوں کے ساتھ فٹ بال کھیل رہا تھا کہ 'صلٰوۃ' کا وقت ہو گیا۔ وہ صلٰوۃ کے لیے چل پڑتا ہے تو اس کے دوست اسے روکتے ہیں۔ وہ کچھ توقف کرتا ہے لیکن دوبارہ صلٰوۃ کے لیے آہستہ آہستہ اور اطمینان سے چل پڑتا ہے۔ راستے میں ایک شخص اس سے کہتا ہے کہ جلدی چلو صلٰوۃ نکل جائے گی، لیکن پھر بھی وہ اطمینان سے چل کر مسجد پہنچتا ہے اور صلٰوۃ کی مکمل ادائیگی کرتا ہے۔

I۔ دیے گئے بیان کے مطابق اسلم اگر 'صلٰوۃ' چھوڑ دیتا تو نصاب میں دی گئی حدیث کے مطابق اسلم کا یہ عمل کیا کہلاتا؟

II۔ اسلم صلٰوۃ کے لیے اطمینان سے کیوں گیا؟ نصاب میں دی گئی حدیث کے مطابق دو نکات میں وضاحت کیجیے۔

سوال نمبر 2 (ب)۔ میں ایک بیان واقعہ کی روشنی میں دو سوالات پوچھے گئے تھے جو کہ نصاب میں دی گئی دو احادیث: حدیث نمبر ۱۱، اور حدیث نمبر ۱۴ سے متعلق تھا۔

بہتر جوابات کی صورت میں جو مثالیں سامنے آئیں اُن میں:

طلبہ کی کثیر تعداد نے ان دو سوالات کا جواب بالکل صحیح دیا، جس سے طلبہ کی احادیث سے متعلق معلومات کا اندازہ ہوتا ہے۔ زیادہ تر نکات واضح اور صحیح تھے۔ سوال کے پہلے جُزو میں صلٰوۃ چھوڑنے سے متعلق طلبہ نے یہ لکھا کہ اسلم اگر صلٰوۃ چھوڑ دیتا تو اس کا یہ عمل حدیث کے مطابق ' دین کے ڈھانے' کے مترادف تھا۔ بعض طلبہ نے 'ڈھانے' کے بجائے 'گرانا' لکھا جب کہ بعض طلبہ نے پوری حدیث لکھ ڈالی۔ بات بالکل واضح تھی اس لیے جن طلبہ نے ڈھانا، گناہ اور پوری حدیث لکھی ان کو پورا ایک نمبر دیا گیا۔ اسی طرح دوسرے جُزو میں طلبہ نے اسلم کے اطمینان سے صلٰوۃ کے لیے آنے کی وجہ میں لکھا کہ نماز کے لیے اول تو یہ کہ پہلے آنا چاہیے اگر دیر ہو جائے کسی وجہ سے تو آرام سے آیا جائے، کیوں کہ بھاگ کر آکر جماعت میں شامل ہونا اللہ کے نزدیک ناشائستہ عمل ہے اللہ اور اس کے رسول کی یہ خواہش ہے صلٰوۃ کے لیے اطمینان اور وقار کے ساتھ آیا جائے۔

مثال:

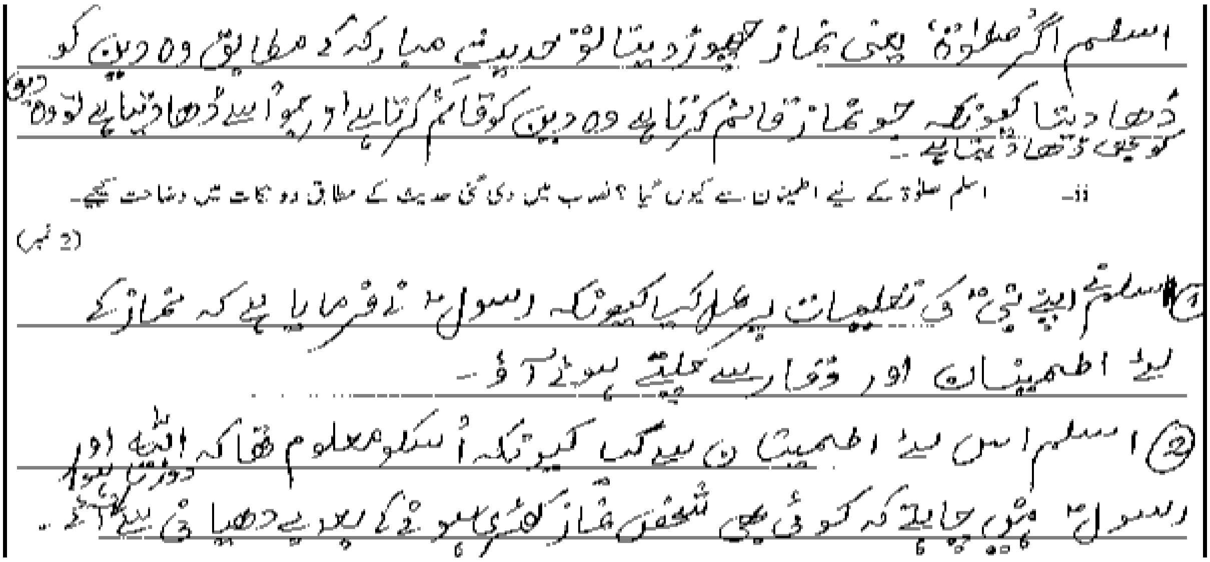

اسلم اگر صلوٰۃ یعنی نماز چھوڑ دیتا تو حدیث میں کہا گیا ہے کہ مطابق وہ دین کو ڈھا دیتا کیونکہ جو نماز قائم کرتا ہے وہ دین کو قائم کرتا ہے اور جو اسے ڈھا دیتا ہے تو وہ دین کو بھی تو ڈھا دیتا ہے۔

ii۔ اسلم صلوٰۃ کے لیے اطمینان سے کیوں گیا ؟ نصاب میں دی گئی حدیث کے مطابق دو نکات میں وضاحت کیجیے۔ (2 نمبر)

(1) اسلم اپنے نبی کی تعلیمات پر عمل کیا کیونکہ رسول نے فرمایا ہے کہ نماز کے لیے اطمینان اور وقار سے چلتے ہوئے آؤ۔

(2) اسلم اس لیے اطمینان سے گیا کیونکہ اسکو معلوم تھا کہ اللہ اور رسول نے نہیں چاہتے کہ کوئی بھی شخص نماز کو تیز ہو کے پڑھے دھیان سے پڑھے۔

ناقص جوابات کی صورت میں جو مثالیں سامنے آئیں اُن میں:

طلبہ کی قلیل تعداد اس سوال کے دونوں جزو ہی کو نہیں سمجھ نہیں سکی، طلبہ نے ایسے نکات تحریر کیے جن کا ان دونوں جزو سے کوئی تعلق نہیں تھا۔ کچھ طلبہ نے صرف خانہ پوری کے لیے دی گئی سطور کو مکمل کیا۔ پہلے جزو سے متعلق طلبہ نے لکھا کہ صلوٰۃ کسی بھی حالت میں معاف نہیں / صلوٰۃ کبھی نہیں چھوڑنی چاہیے / صلوٰۃ پانچ وقت کی فرض ہے / بیماری ہو یا سفر میں، صلوٰۃ کی ادائیگی لازمی ہے۔ اسی طرح دوسرے جُزو سے متعلق لکھا کہ جماعت میں ہر حال میں شامل ہونا چاہیے، چاہے دوڑ کر یا اطمینان سے۔ انسان کی نیت اچھی ہونی چاہیے / اگر اچھی نیت سے صلوٰۃ ادا کرے گا تو اس کا اجر اچھا ملے گا وغیرہ۔ ان نکات سے ثابت ہوتا ہے کہ طلبہ کی قلیل تعداد کی اس سوال سے متعلق احادیث پر معلومات ناقص تھیں۔

مثال:

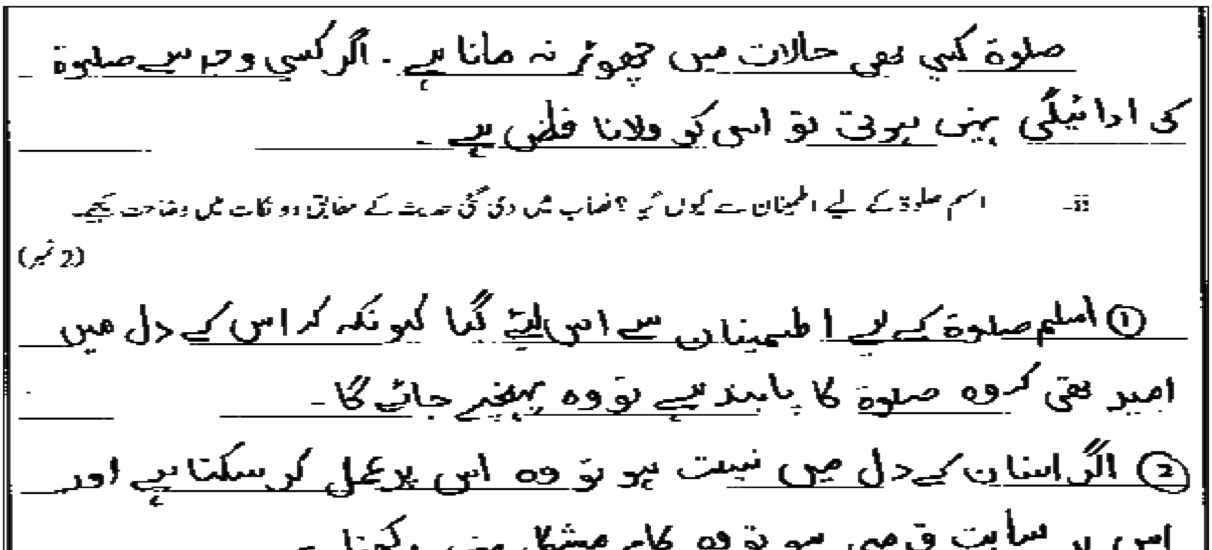

صلوٰۃ کسی بھی حالات میں چھوڑ نہ مانا ہے۔ اگر کسی وجہ سے صلوٰۃ کی ادائیگی نہیں ہوتی تو اسی کو ولانا فرض ہے۔

ii۔ اسلم صلوٰۃ کے لیے اطمینان سے کیوں گیا ؟ نصاب میں دی گئی حدیث کے مطابق دو نکات میں وضاحت کیجیے۔ (2 نمبر)

(1) اسلم صلوٰۃ کے لیے اطمینان سے اس لیے گیا کیونکہ اس کے دل میں امید تھی کہ وہ صلوٰۃ کا پابند ہے تو وہ پہنچ جائے گا۔

(2) اگر انسان کے دل میں نیت ہو تو وہ اس پر عمل کر سکتا ہے اور اس پر ثابت قدمی ہو تو وہ کام مشکل نہیں رکھنا۔

سوال نمبر 3۔

قر آن مجید کے مطالبات میں سے ایک مطالبہ ' تلاوتِ قرآن ' ہے۔ قر آن مجید کی تلاوت کی اہمیت کو کوئی سی **چار** احادیث کی روشنی میں بیان کیجیے۔

بہتر جوابات کی صورت میں جو مثالیں سامنے آئیں اُن میں:

اکثر طلبہ نے سوال کو بہ خوبی سمجھا اور اپنی معلومات کے مطابق عمدہ جوابات تحریر کیے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ طلبہ کی موضوع سے متعلق بہتر تفہیم ہے اور قرآن مجید کی تلاوت سے متعلق احادیث کو سامنے رکھتے ہوئے جوابات تحریر کیے گئے۔ مثلاً: طلبہ نے لکھا کہ قرآن مجید کے ایک ایک حرف پر دس نیکیاں ہیں / جب قرآن کی تلاوت کی جاتی ہے تو شیاطین بھاگ جاتے ہیں اور فرشتوں کا نزول ہوتا ہے / قرآن کی تلاوت قلبی اور روحانی سکون کا باعث ہے / جس گھر میں قرآن کی تلاوت کی جاتی ہے وہاں شیطان کا داخلہ ناممکن ہو جاتا ہے / تم میں سے بہترین شخص وہ ہے جو قرآن سیکھے اور دوسروں کو سکھائے۔ طلبہ کے جوابات سے اندازہ ہوتا ہے کہ طلبہ نے قرآن کی تلاوت سے متعلق احادیث کا بہ خوبی مطالعہ کیا۔

مثال:

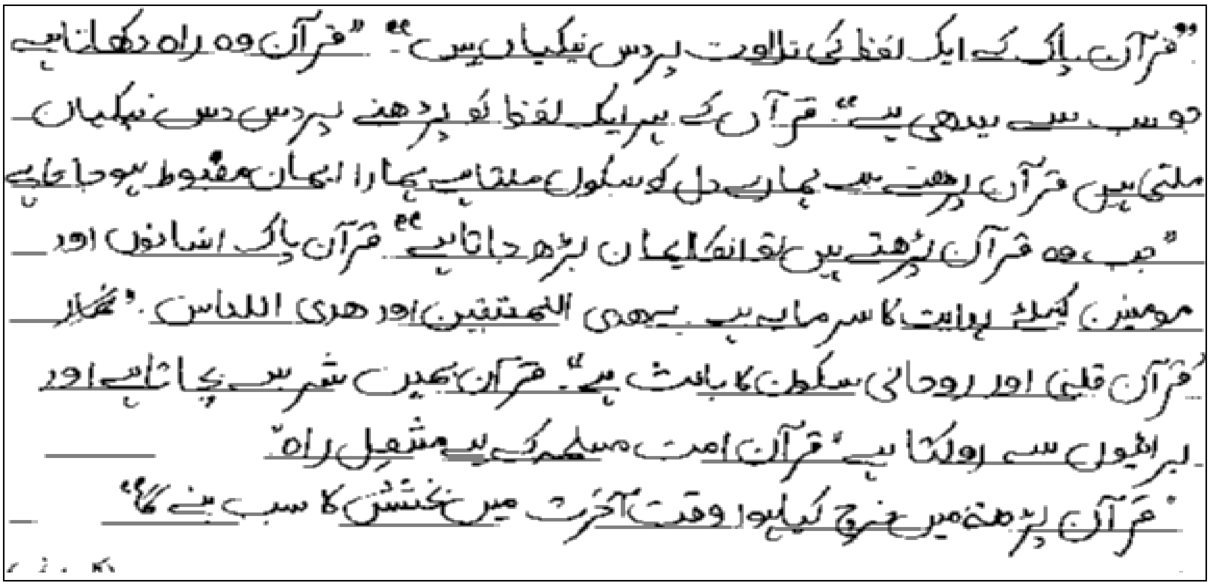
"قرآن پاک کے ایک لفظ کی تلاوت پر دس نیکیاں ہیں" "قرآن وہ راہ دکھاتا ہے
جو سب سے سیدھی ہے" قرآن کے ہر ایک لفظ کو پڑھنے پر دس دس نیکیاں
ملتی ہیں قرآن پڑھنے سے ہمارے دل کو سکون ملتا ہے ہمارا ایمان مضبوط ہو جاتا ہے
"جب وہ قرآن پڑھتے ہیں تو ان کا ایمان بڑھ جاتا ہے" قرآن پاک انسانوں اور
مومنین کیلئے ہدایت کا سرمایہ ہے ہدی للمتقین اور ھدی للناس۔ "قرآن
قلبی اور روحانی سکون کا باعث ہے" قرآن ہمیں شر سے بچاتا ہے اور
برائیوں سے روکتا ہے" قرآن امت مسلمہ کے لیے مشعل راہ"
"قرآن پڑھنے میں خرچ کیا ہوا وقت آخرت میں بخشش کا سبب بنے گا"

ناقص جوابات کی صورت میں جو مثالیں سامنے آئیں اُن میں:

طلبہ کی بہت کم تعداد ایسی ہے جن کا تلاوتِ قرآن سے متعلق مطالعہ کم تھا۔ کچھ طلبہ نے دو احادیث لکھیں کچھ نے ایک حدیث لکھی، جیسے طلبہ نے لکھا کہ قرآن کی تلاوت بہت ضروری ہے / تلاوتِ قرآن سے روح زندہ ہوتی ہے / نماز پڑھو اور کثرت سے تلاوت کیا کرو / تلاوتِ قرآن کیا کرو اور رب کو کثرت سے یاد کیا کرو۔ اسی طرح بعض طلبہ نے تلاوتِ قرآن کی اہمیت بیان کرنے کے بہ جائے اس کی فضیلت بیان کرنی شروع کر دی۔ جیسے طلبہ نے لکھا کہ قرآن میں کوئی تبدیلی نہیں کر سکتا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو نازل کیا اور وہ ہی اس کا محافظ ہے وغیرہ وغیرہ۔

مثال 1:

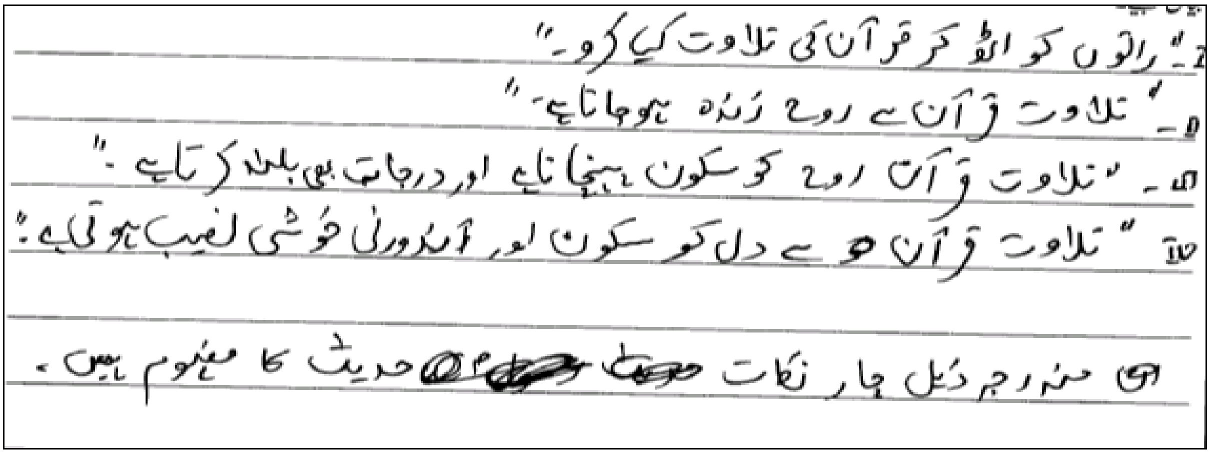
i۔ "راتوں کو اٹھ کر قرآن کی تلاوت کیا کرو۔"
ii۔ "تلاوت قرآن سے روح زندہ ہو جاتا ہے۔"
iii۔ "تلاوت قرآن روح کو سکون پہنچاتا ہے اور درجات بھی بلند کرتا ہے۔"
iv "تلاوت قرآن ھ سے دل کو سکون اور آسودگی خوشی نصیب ہوتی ہے۔"
(ب) مندرجہ ذیل چار نکات حدیث کا مفہوم نہیں۔

مثال نمبر2:

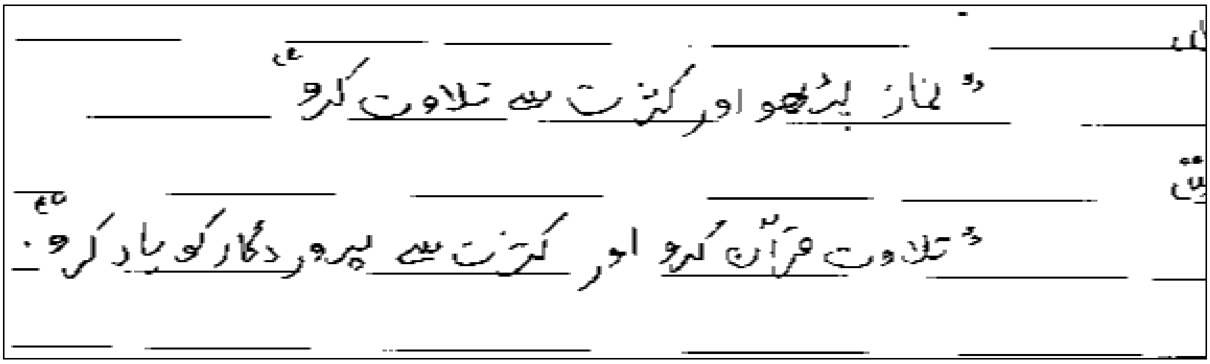
(i) "نماز پڑھو اور کثرت سے تلاوت کرو"
(ii) "تلاوت قرآن کرو اور کثرت سے پروردگار کو یاد کرو۔"

سوال نمبر 4۔

کوئی **چار** وجوہات بیان کیجیے جن کی بنا پر حضور صلّی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم اور ان کے ساتھیوں (صحابہ کرامؓ) کو مدینہ کی طرف ہجرت کرنا پڑی۔

بہتر جوابات کی صورت میں جو مثالیں سامنے آئیں اُن میں:

طلبہ کی کثیر تعداد نے سوال کو بہتر طور پر سمجھ کر اس کا جواب تحریر کیا۔ زیادہ تر طلبہ نے ہجرتِ مدینہ کے وہ اسباب و وجوہات لکھیں جن کی بنا پر سے حضور صلّی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم کو ہجرت کرنا پڑی۔ مثلاً: طلبہ نے لکھا کہ قریشِ مکہ نے آپ صلّی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم اور آپ کے ساتھیوں (صحابہؓ) پر ظلم کی انتہا کر دی تھی / شعائر اسلامی کی ادائیگی میں مشکلات پیش آ رہی تھیں / کفارِ مکہ مزاق اڑایا کرتے تھے۔ اسی طرح آپ صلّی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم کو قریش مکہ ساحر، مجنوں، کہہ کر پکارتے تھے / تین سال تک آپ صلّی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم اور آپ صلّی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم کے ساتھیوں (صحابہؓ) سے تعلقات منقطع کر لیے / دارالندوہ میں بیٹھ کر حضور صلّی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم کو شہید کرنے کا منصوبہ بنایا۔ یہ وہ وجوہات تھیں جن کی بنا پر حضور صلّی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم اور آپ کے ساتھیوں (صحابہؓ) کو اللہ کے حکم سے مدینہ کی طرف ہجرت کرنا پڑی۔

مثال:

① اہلِ مکہ مسلمانوں کو تکالیف اور اذیت پہنچاتے اور انکا تمسخر اڑاتے۔
② آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر الزام لگاتے، اور انکو ساحر اور جادوگر کہتے،
طرح طرح کی اذیتیں دیتے، تھکا۔
③ اہلِ مکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جان کے درپے ہوگئے تھے، اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
اور صحابہؓ کو نقصان پہنچانے کیلئے تیاری کر رہے تھے یا جلاوطن کرنے کیلئے۔
④ اہلِ مکہ کے کفار نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر کا محاصرہ کر لیا تھا اور (نعوذ باللہ) قتل کرنے کا
منصوبہ بنا رکھا تھا، تب اللہ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مدینہ ہجرت کرنے کا حکم
دیا، اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوبکرؓ کے ہمراہ مدینہ ہجرت کی۔

ناقص جوابات کی صورت میں جو مثالیں سامنے آئیں اُن میں:

طلبہ کی بہت ہی قلیل تعداد ایسی ہے جنہوں نے سوال کو سمجھے بغیر جوابات لکھے۔ مثلاً: طلبہ نے لکھا کہ حضور صلّی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم نے ہجرت اس لیے کی کیوں کہ مدینہ میں مسلمان زیادہ تھے۔ بعض طلبہ نے لکھا کہ مدینہ کے کفار اور آپ صلّی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم کے درمیان صلح ہو گئی تھی اس لیے ہجرت کرنا پڑی، اسی طرح بعض نے لکھا کہ احکامات دیے جانے تھے اس لیے ہجرت کرنا پڑی۔ ان جوابات سے معلوم ہوتا ہے کہ طلبہ موضوعاتی مطالعہ میں سے 'ہجرت مدینہ' کے باب کو صحیح طور پر نہیں پڑھ اور سمجھ سکے۔

مثال:

ہے کیونکہ مکہ کے کفار آپ ﷺ اور صحابہ کرام پر ظلم
کرتے تھے۔
ہے جو آپ ﷺ اور صحابہ کرامؓ نے ہجرت اس لیے کی کیونکہ مدینے میں
زیادہ تر مسلمان تھے
ہے انہوں نے ہجرت کیونکہ مکہ کے کفار اور مدینے کے مسلمانوں
کے درمیان صلح ہو گئی تھی۔

سوال نمبر5۔

الف۔ 'سید امیر علی' اور 'ابو القاسم عباس الزہراوی' کی معروف تصانیف میں سے دونوں کی ایک ایک تصنیف کا نام تحریر کیجیے۔

ب۔ ان دونوں میں سے کسی ایک کی علمی خدمات سے آج کے طالب علموں کو کیا رہنمائی ملتی ہے؟ دو نکات تحریر کیجیے۔

بہتر جوابات کی صورت میں جو مثالیں سامنے آئیں اُن میں:

طلبہ کی اکثریت کے تحریر کردہ جوابات واضح اور مکمل تھے۔ سوال کو سمجھ کر طلبہ نے اپنی معلومات کو استعمال کرتے ہوئے بہتر جوابات تحریر کیے ہیں۔ مثلاً: حصہ 'الف' سے متعلق طلبہ نے سید امیر علی کی کتابوں 'روح اسلام' 'اسپرٹ آف اسلام' اور 'تاریخِ اسلام' کے نام لکھے جب کہ ابو القاسم عباس الزہراوی کی کتابوں 'التصریف' اور 'الزہراوی' کے نام تحریر کیے۔ جب کہ حصہ 'ب' سے متعلق طلبہ نے سید امیر کے بارے میں لکھا کہ جس طرح انہوں نے تاریخِ اسلام اور قانون پر کام کیا اسی طرح آج کے نوجوانوں کو بھی اسی طرز پر کام کرنا چاہیے۔ مذہبی امور سے دلچسپی رکھنے والے ان کی تاریخِ اسلام سے متعلق کتابوں کا مطالعہ کریں تاکہ معلوم ہو سکے ماضی میں مسلمان کس مقام پر کھڑے تھے۔ اسی طرح عباس الزہراوی سے متعلق طلبہ نے لکھا کہ جس طرح انہوں نے طب میں کام کیا اُسی طرح آج کا طالب علم بھی ان کے نقشِ قدم پر چل کر اپنا مقام بنا سکتا ہے۔ جس طرح سرجری پر الزہراوی نے کام کیا آج کے طالب علم ان سے رہنمائی لے سکتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔

مثال:

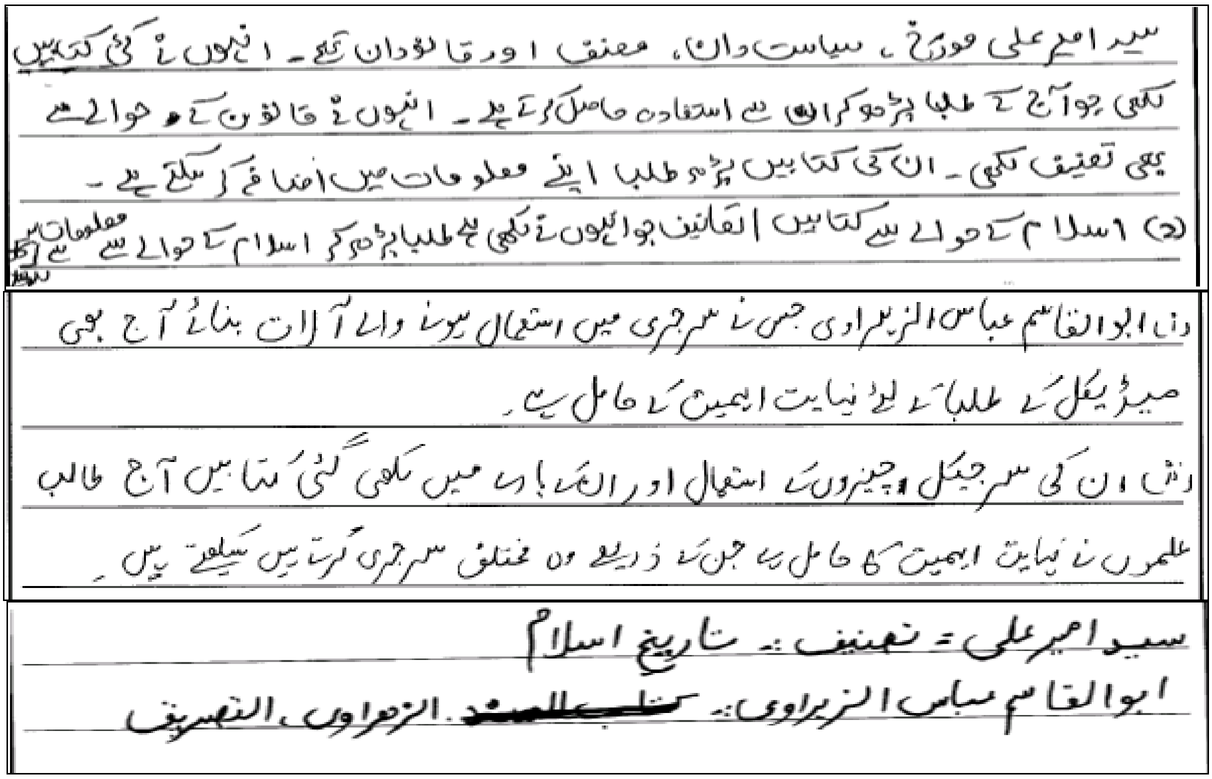

سید امیر علی مورخ، سیاست دان، مصنف اور قانون دان تھے۔ انہوں نے کئی کتابیں لکھی جو آج کے طلبا پڑھ کر ان سے استفادہ حاصل کرتے ہیں۔ انہوں نے قانون کے حوالے سے بھی تصنیف لکھی۔ ان کی کتابیں پڑھ کر طلبا اپنے معلومات میں اضافہ کر سکتے ہیں۔
(۲) اسلام کے حوالے سے کتابیں/ تصانیف جو انہوں نے لکھی ہیں طلبا پڑھ کر اسلام کے حوالے سے معلومات میں اضافہ

(۱) ابوالقاسم عباس الزہراوی جس نے سرجری میں استعمال ہونے والے آلات بنائے آج بھی میڈیکل کے طلبا کے لیے نہایت اہمیت کے حامل ہے۔
(۲) ان کی سرجیکل چیزوں کے استعمال اور ان کے بارے میں لکھی گئی کتابیں آج طالب علموں کے لیے نہایت اہمیت کے حامل ہے جن کے ذریعے وہ مختلف سرجری کرنا سیکھتے ہیں۔

سید امیر علی = تصنیف : تاریخ اسلام
ابوالقاسم عباس الزہراوی : [illegible] الزھراوی، التصریف

ناقص جوابات کی صورت میں جو مثالیں سامنے آئیں اُن میں:

بعض طلبہ کے جوابات میں جو معلومات درج کی گئی ہیں وہ انتہائی ناقص معلومات ہیں۔ طلبہ سید امیر علی اور الزہراوی کی کتب سے ناآشنا تھے جس کی وجہ سے ان دونوں شخصیات کی کتب کا نام نہیں لکھ سکے۔ جب کہ ان کی کتب کا نام ہی نہیں معلوم تو سوال کے دوسرے حصے میں طلبہ نے صرف خانہ پوری کے لیے دی گئی سطور کو مکمل کیا۔ مثلاً: طلبہ نے لکھا سید امیر علی کتاب ' الھند' سے ہم ہندوستان کی تاریخ کا مطالعہ کر سکتے ہیں۔

مثال:

(الف) 'سید امیر علی' اور 'ابو القاسم عباس الزہراوی' کی معروف تصانیف میں سے دونوں کی ایک ایک تصنیف کا نام تحریر کیجیے۔ (2 نمبر)

"کتاب العتر" سید امیر علی کی معروف تصانیف میں سے ہے۔

(ب) ان دونوں میں سے کسی ایک کی علمی خدمات سے آج کے طالب علموں کو کیا رہنمائی ملتی ہے؟ دو نکات تحریر کیجیے۔ (2 نمبر)

ابوالقاسم عباس الزہراوی کی علمی خدمات میں ایک خدمت یہ بھی ہے کیونکہ انھوں نے بہت سی کتابیں لکھیں جو آج بھی طالب علموں کی رہنمائی کرتی ہیں۔

بیانیہ سوالات:

سوال نمبر 6 کے دو حصے تھے حصہ 'الف' 'والدین اور اولاد کے حقوق' سے متعلق تھا جبکہ حصہ 'ب' 'طہارت کی اہمیت' سے متعلق تھا۔ طلبہ کی کثیر تعداد نے حصہ 'الف' یعنی 'والدین اور اولاد کے حقوق' کی وضاحت کی۔

سوال نمبر 6 (الف)

i۔ "ان دونوں کو اف بھی نہ کہو" (سورۂ بنی اسرائیل آیت: 23)

ii۔ "اے اہل ایمان! اپنے آپ کو اور اپنے اہل خانہ کو دوزخ سے بچاؤ" (سورۂ تحریم آیت: 6)

دی گئی آیات کو سامنے رکھتے ہوئے بتایئے کہ اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں بالترتیب کن کے حقوق بیان کیے ہیں؟ دونوں کے حقوق کی **دو دو** نکات میں وضاحت کیجیے۔

اس سوال میں جو چیزیں پوچھی گئیں وہ کچھ اس طرح سے تھیں: (i) ترتیب کے حساب سے دی گئیں آیات میں کن کے حقوق بیان کیے گئے ہیں۔ یعنی پہلی آیت والدین کے حقوق سے متعلق تھی۔ جب کہ (ii) دوسری آیت اہل خانہ (اولاد اور بیوی) کے حقوق سے متعلق تھی۔ اسی طرح والدین اور اولاد کے دونوں کے دو دو حقوق پوچھے گئے تھے یعنی دو حقوق والدین اور دو حقوق اولاد کے۔

بہتر جوابات کی صورت میں جو مثالیں سامنے آئیں اُن میں:

اکثر طلبہ نے بڑی فصاحت سے سوال کے متن کو مدِ نظر رکھتے ہوئے بہترین جواب تحریر کیے۔ پہلے طلبہ نے دونوں کے حقوق کی نشان دہی کی پھر دونوں کے حقوق کی وضاحت تفصیل سے کی۔ مثلاً: والدین کے حقوق سے متعلق لکھا کہ والدین بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو ان کی خدمت کرنی چاہیے / ان کے لیے رحمت کی دعائیں کرنی چاہیے / ان کا حکم ہر حال میں ماننا چاہیے۔ اسی طرح اہل و عیال کے حقوق سے متعلق لکھا کہ اولاد کی اچھی تربیت کی جائے / انہیں اخلاقی تعلیم دی جائے / ان کے جائز مطالبات پورے کیے جائیں / ان سے شفقت سے پیش آیا جائے / بیوی کا حق یہ ہے اسے مہر کی ادائیگی کی جائے / محبت کی جائے / بیوی کے ساتھ تعاون کیا جائے / مساوات کی جائے / مرد عورت کی معاشی تحفظ کی ذمہ داری لے۔

مثال1:

(i) "ان دونوں کو اُف بھی نہ کہو" اِس میں والدین کے حقوق کے بارے میں بیان کیا جا دیا ہے۔

① اول یہ کہ والدین کی ہر بات ماننی چاہیئے خواہ وہ تمھیں کسی بھی بری کیوں نہ لگے۔

② اگر والدین بوڑھے ہوں تو اُن کی خدمت کرو اور اُن سے سخت لہجہ میں بات نہ کرو۔

③ اُن کی تمام ضروریات کا خیال رکھا جائے اور ان کے لیے دعا کی جائے۔

(ii) اے اہلِ ایمان! اپنے آپ اور اپنے اہلِ خانہ کو دوزخ سے بچاؤ؟ اِس میں رشتہ ازدواج مطلب میاں بیوی اور بچوں کے بارے میں بتایا جا دیا ہے۔

① اس میں اپنے بیوی اور بچوں کو اچھی تعلیم و تربیت دو اور اُن کو خدا سے تعلق پیدا کرو۔

② میاں بیوی آپس میں پیار محبت سے رہیے میاں بیوی سے شفقت سے پیش آئے۔

③ ایک دوسرے کا لباس بن کر رہیے۔

④ ہر طرح کی ضرورت پوری کی جائے اہل خانہ کی۔

مثال نمبر2:

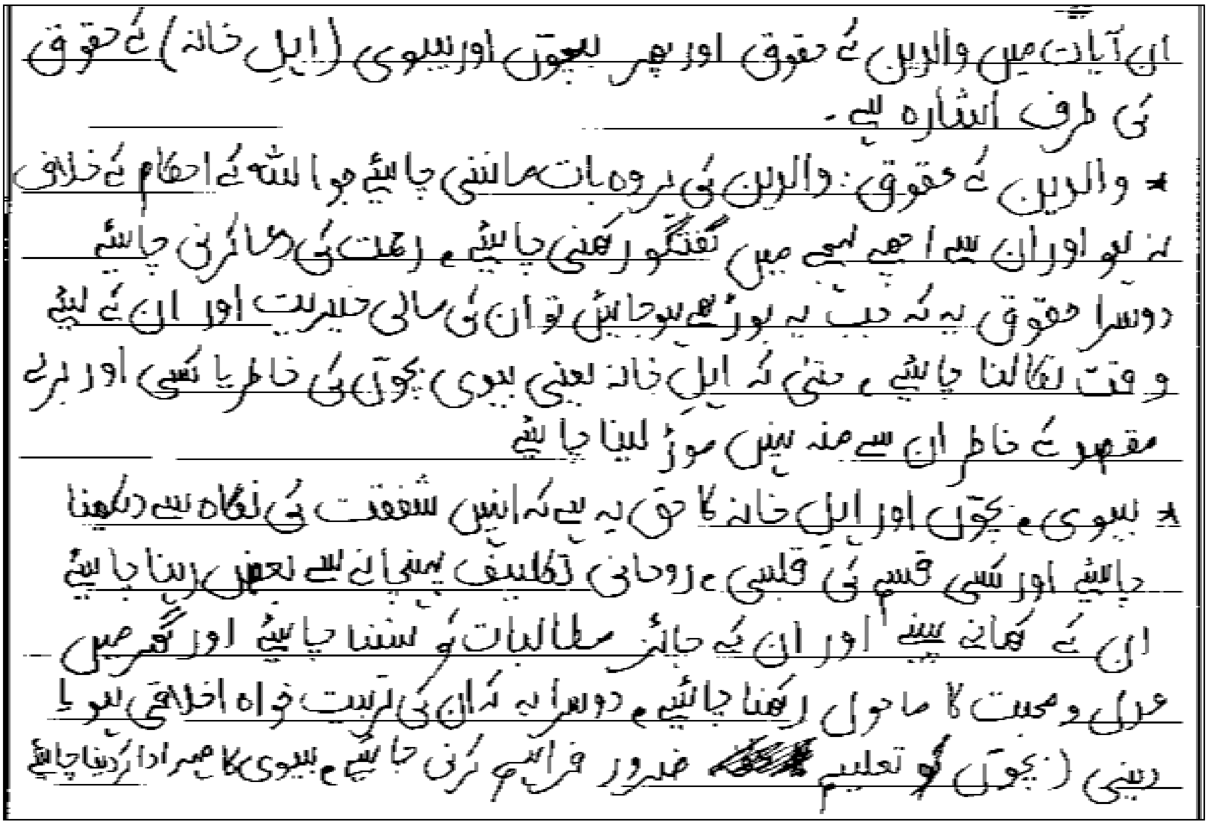

ان آیات میں والدین کے حقوق اور پھر بچوں اور بیوی (اہلِ خانہ) کے حقوق
کی طرف اشارہ ہے۔
* والدین کے حقوق: والدین کی ہر وہ بات ماننی چاہئے جو اللہ کے احکام کے خلاف
نہ ہو اور ان سے اچھے لہجے میں گفتگو کرنی چاہئے۔ رحمت کی دعا کرنی چاہئے
دوسرا حقوق یہ کہ جب یہ بوڑھے ہو جائیں تو ان کی مالی حیثیت اور ان کے لیے
وقت نکالنا چاہئے۔ حتیٰ کہ اہلِ خانہ یعنی بیوی بچوں کی خاطر یا کسی اور برے
مقصود کے خاطر ان سے منہ نہیں موڑ لینا چاہئے
* بیوی، بچوں اور اہلِ خانہ کا حق یہ ہے کہ انہیں شفقت کی نگاہ سے دیکھنا
چاہئے اور کسی قسم کی قلبی، روحانی تکلیف پہنچانے سے گریز کرنا چاہئے
ان کے کھانے پینے اور ان کے جائز مطالبات کو سننا چاہئے اور گھر میں
عدل و محبت کا ماحول رکھنا چاہئے۔ دوسرا یہ کہ ان کی تربیت خواہ اخلاقی ہو یا
دینی (بچوں کو تعلیم ضرور فراہم کرنی چاہئے۔ بیوی کا مہر ادا کر دینا چاہئے

ناقص جوابات کی صورت میں جو مثالیں سامنے آئیں اُن میں:

طلبہ کی قلیل تعداد نے غیر واضح جواب تحریر کیا اور والدین اور اولاد کے حقوق میں فرق کو نہیں سمجھ سکے۔ جس کی وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ والدین اور اولاد سے متعلق آیات کو سمجھ نہیں سکے۔ کچھ طلبہ نے پورے والدین کے حقوق بیان کر دیے تو کچھ نے اولاد کے پورے حقوق، حالانکہ دونوں کے دو دو حقوق پوچھے گئے تھے۔ جن طلبہ نے صرف والدین کے حقوق لکھے ان کو **چار** نمبر کے بہ جائے '**دو نمبر**' دیے گئے یا جن طلبہ نے صرف اولاد کے حقوق لکھے انہیں بھی 'دو نمبر دیے گئے'۔ اسی طرح طلبہ نے بیوی کے حقوق کے بہ جائے بیوی کے فرائض لکھے، جس پر کوئی نمبر نہیں دیا گیا۔

مثال نمبر1:

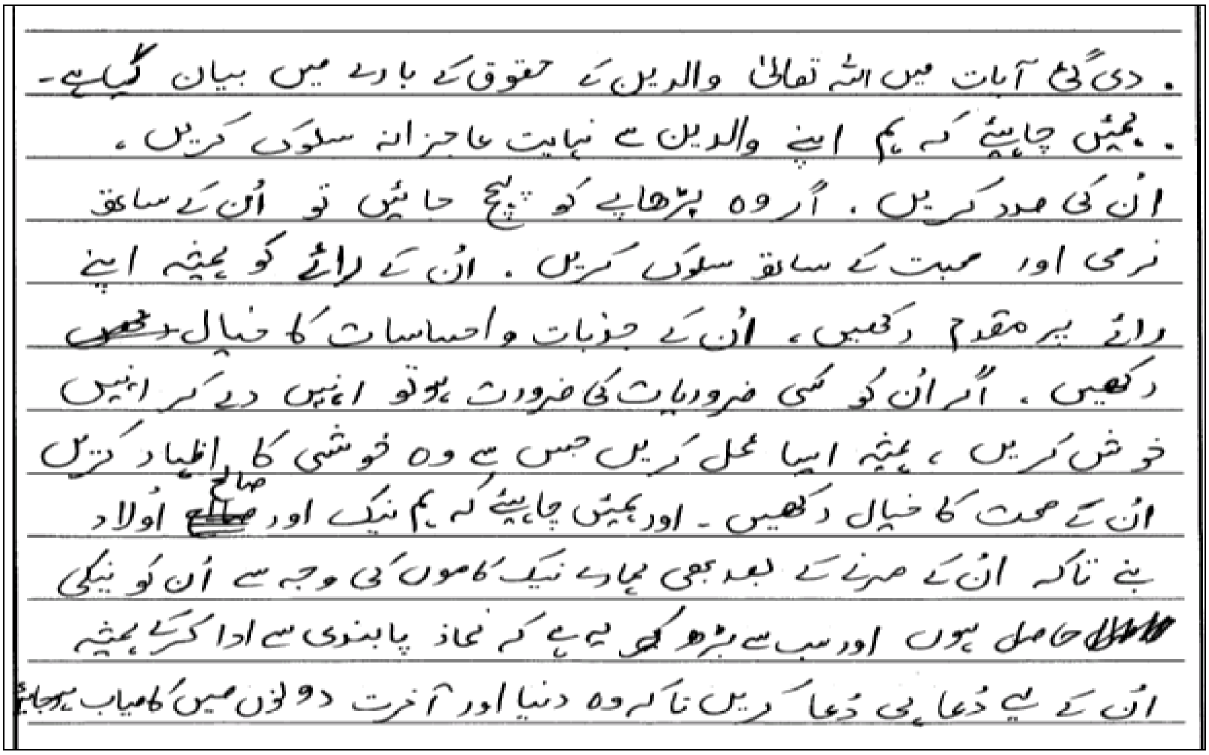

دی گئی آیات میں اللہ تعالیٰ والدین کے حقوق کے بارے میں بیان کیا ہے۔
ہمیں چاہیئے کہ ہم اپنے والدین سے نہایت عاجزانہ سلوک کریں۔
ان کی مدد کریں۔ اگر وہ بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو ان کے ساتھ
نرمی اور محبت کے ساتھ سلوک کریں۔ ان کے رائے کو ہمیشہ اپنے
رائے پر مقدم رکھیں، ان کے جذبات و احساسات کا خیال
رکھیں۔ اگر ان کو کسی ضروریات کی ضرورت ہو تو انہیں دے کر انہیں
خوش کریں، ہمیشہ ایسا عمل کریں جس سے وہ خوشی کا اظہار کریں
ان کے صحت کا خیال رکھیں۔ اور ہمیں چاہیئے کہ ہم نیک اور صالح اولاد
بنے تاکہ ان کے مرنے کے بعد بھی ہمارے نیک کاموں کی وجہ سے ان کو نیکی
حاصل ہوں اور سب سے بڑھ کر یہ ہے کہ نماز پابندی سے ادا کرکے ہمیشہ
ان کے لیے دعا ہی دعا کریں تاکہ وہ دنیا اور آخرت دونوں میں کامیاب ہوجائیں

مثال نمبر 2:

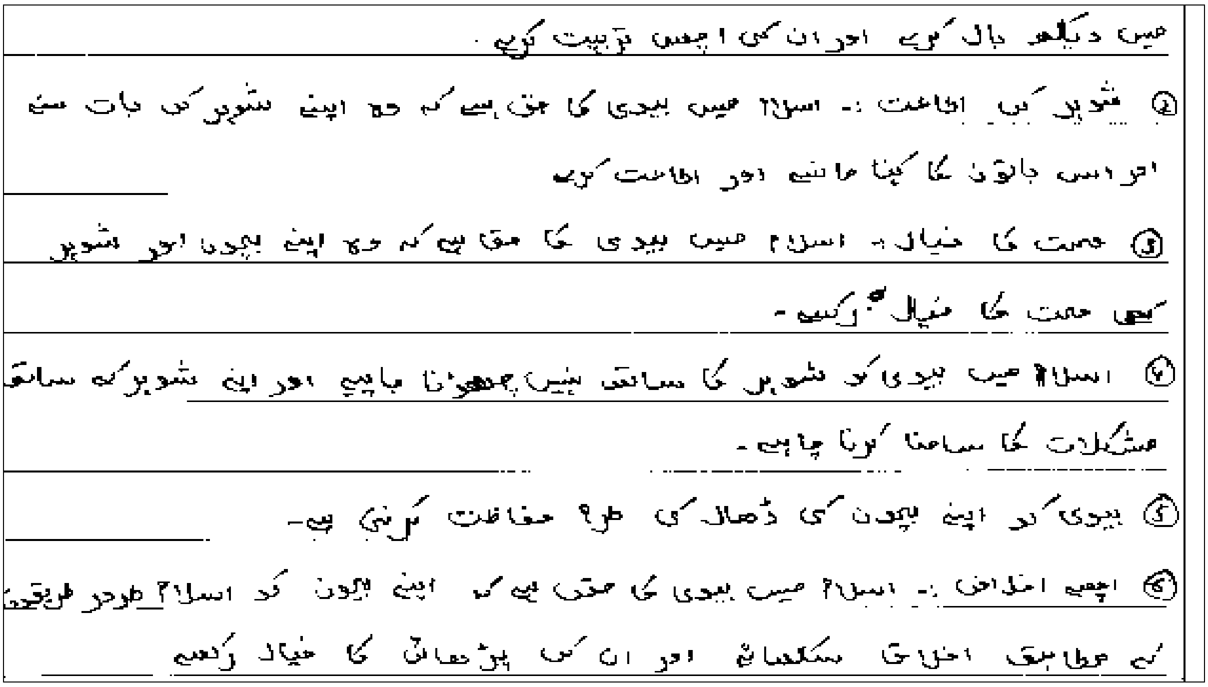

میں دیکھ بھال کرے اور ان کی اچھی تربیت کرے۔
(2) شوہر کی اطاعت :- اسلام میں بیوی کا حق ہے کہ وہ اپنے شوہر کی بات سنے
اور اس جائز باتوں کا کہنا مانے اور اطاعت کرے
(3) صحت کا خیال :- اسلام میں بیوی کا حق ہے کہ وہ اپنے بچوں اور شوہر
کی صحت کا خیال رکھے۔
(4) اسلام میں بیوی کو شوہر کا ساتھ نہیں چھوڑنا چاہیے اور اپنے شوہر کے ساتھ
مشکلات کا سامنا کرنا چاہیے۔
(5) بیوی کو اپنے بچوں کی ڈھال کی طرح حفاظت کرنی ہے۔
(6) اچھے اخلاق :- اسلام میں بیوی کا حق ہے کہ اپنے بچوں کو اسلامی طور طریقوں
کے مطابق اخلاق سکھائے اور ان کی پڑھائی کا خیال رکھے

سوال نمبر 6 (ب)۔

'کسی بھی گھر یا علاقے میں صفائی ستھرائی ماحول کو صحت مند اور خوبصورت بناتی ہے۔'

درج بالا بیان سے آپ کس حد تک متفق ہیں؟ **چار** نکات میں وضاحت کیجیے۔؟ نیز طہارت کی اہمیت پر **ایک** قرآنی آیت کا ترجمہ تحریر کیجیے۔

بہتر جوابات کی صورت میں جو مثالیں سامنے آئیں اُن میں:

طلبہ کی قلیل تعداد نے حصہ 'ب' کا انتخاب کیا۔ طلبہ نے واضح انداز میں یہ لکھا کہ وہ دیے گئے بیان سے سو فی صد متفق ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ صفائی کی اہمیت کو طلبہ نے مختلف انداز میں لکھا۔ مثلاً: طلبہ نے لکھا کہ طہارت کی وجہ سے ماحول خوبصورت نظر آتا ہے / انسان مختلف بیماریوں سے بچتا ہے / طہارت کی وجہ سے ماحول خوشگوار ہوتا ہے / ذہنی اور جسمانی سکون ملتا ہے جس کی وجہ سے معاشرے میں انسان پر سکون زندگی گزارتا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ طلبہ نے طہارت کی اہمیت کے حوالے سے مختلف قرآنی آیات کا انتخاب کیا جیسے کہ کچھ طلبہ نے سورۃ مدثر کی آیات (۴،۵) 'اپنے کپڑوں کو صاف رکھ اور ناپاکی کو دور رکھیں۔' اسی طرح ایک اور آیت زیادہ دیکھنے میں آئی جس میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: 'اور اللہ پاک رہنے والوں کو محبوب رکھتا ہے۔' (التوبہ ۱۰۸)۔

مثال:

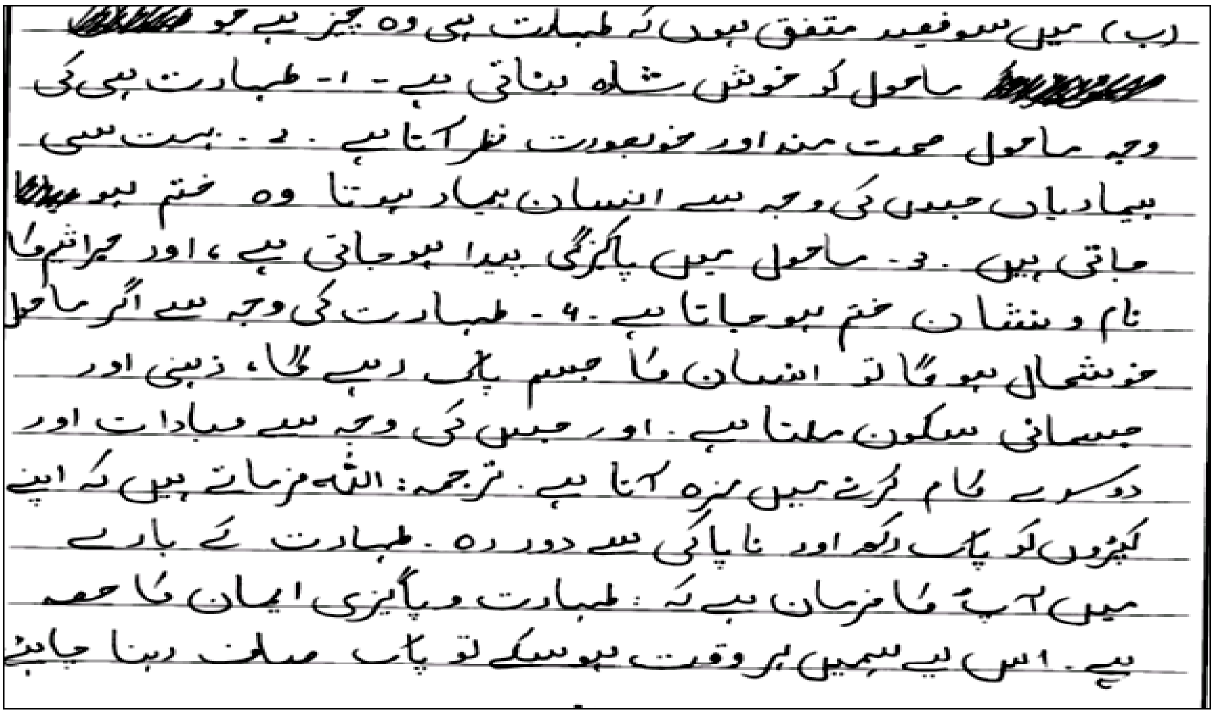
(ب) میں سو فیصد متفق ہوں کہ طہارت ہی وہ چیز ہے جو ماحول کو خوش شاد بناتی ہے۔ ۱۔ طہارت ہی کی وجہ ماحول صحت مند اور خوبصورت نظر آتا ہے۔ ۲۔ بہت سی بیماریاں جن کی وجہ سے انسان بیمار ہوتا وہ ختم ہو جاتی ہیں۔ ۳۔ ماحول میں پاکیزگی پیدا ہو جاتی ہے، اور جراثیم کا نام و نشان ختم ہو جاتا ہے۔ ۴۔ طہارت کی وجہ سے اگر ماحول خوشحال ہوگا تو انسان کا جسم پاک رہے گا، ذہنی اور جسمانی سکون ملتا ہے۔ اور جس کی وجہ سے عبادات اور دوسرے کام کرنے میں مزہ آتا ہے۔ ترجمہ: اللہ فرماتے ہیں کہ اپنے کپڑوں کو پاک رکھ اور ناپاکی سے دور رہ۔ طہارت کے بارے میں آپ کا فرمان ہے کہ: طہارت و پاکیزگی ایمان کا حصہ ہے۔ اس لیے ہمیں ہر وقت ہوسکے تو پاک صاف رہنا چاہئے

ناقص جوابات کی صورت میں جو مثالیں سامنے آئیں اُن میں:

طلبہ کی قلیل تعداد نے اس سوال کا درست جواب تحریر نہیں کیا۔ غیر متعلقہ جملے تحریر کیے گئے جو سوال سے بالکل بھی مطابقت نہیں رکھتے۔ طلبہ صفائی کی اہمیت لکھنے کے بہ جائے غسل اور وضو کے مباحث میں الجھے رہے۔ اور اس کے ساتھ ساتھ طہارت سے متعلق قرآنی آیت کا ترجمہ نہیں لکھ سکے۔

مثال:

(ب) میں اس بات سے سب حد تک متفق ہوں کیونکہ کسی بھی
گھر یا علاقے میں اگر کوئی بھی شخص یا مہمان آتا ہے تو وہ سب
سے پہلی چیز صفائی دیکھتا ہے - اور اسی صفائی ہی کے ذریعے
کوئی گھر یا علاقہ صحت مند اور خوبصورت بن جاتی ہے ۔

طہارت کے لفظی معنی پاکیزگی یا صفائی کے ہیں -
طہارت کے دو طریقے ہیں -
(i) غسل
(ii) وضو
ہر مومن کو چاہیئے کہ وہ نماز پڑھنے سے پہلے جسمانی صفائی کرے ۔
اور جیسا کہ رسول ؐ نے ارشاد کیا ہے کہ "اور جو صفائی پسند ہوگا گویا وہ
اللہ کو بھی پسند ہوگا"۔